محمد عمر فاروق

مقبوضہ پاکستان؟

آپ حیران مت ہوں کہ میں نے یہ کیسا عنوان باندھا ہے۔ "مقبوضہ پاکستان"!۔ مقبوضہ صرف وہی علاقہ نہیں کہلاتا، جس پر بیرونی دشمن بزور قبضہ کرے اور اقتدار کے سنگھاسن پر آلتی پالتی مار کر بیٹھ جائے۔ بلکہ ہم جیسے بد نصیبوں کا خطہ تو نصف صدی پہلے آزاد ہو کر بھی غلام ہے۔ یہ ارض پاک دیکھنے میں تو آزاد ہے، خود مختار ہے۔ لیکن ایک مخصوص طبقے نے درونِ خانہ اپنی جدی پشتی جاگیر جان کر اس کے چاروں کونوں پر اپنا تسلط قائم اور چودہ کروڑ عوام کو اپنا باری اور مزارع بنا رکھا ہے۔ لاکھوں مسلمانوں نے ہجرتوں کے دکھ اٹھا کر جس خوابوں کے شیش محل کے لیے سب کچھ لٹا دیا تھا وہ وطنِ عزیز ان لٹیروں کے ہاتھوں تاراج ہو چکا ہے۔ ہاں وہی ملک جسے لا الہ الا اللہ کے نعرے کی بنیاد پر حاصل کیا گیا تھا۔ اور جس کے لیے ہماری پچپن ہزار ماؤں، بہنوں، بیٹیوں نے اپنی عزتوں اور عصمتوں کی قربانی دی تھی اسے آج ظالموں نے مفتوح اور مقبوض کر لیا ہے۔

یہ کیسی آزادی ہے کہ چہرے بدلے ہیں، مگر نظام برقرار ہے؟ چند خاندانوں نے پورے ملک کو یرغمال بنایا ہوا ہے۔ ہر اقتداری بازیگر نظام بدلنے کی لوریاں دیتا ہے اور قوم کو تھپک تھپک کر اپنی مدتِ اقتدار تک کے لیے سلا دیتا ہے۔ جب قوم جاگنے پر آتی ہے تو چند کھلونے تھما کر اس کی توجہ دوسری طرف لگا دی جاتی ہے۔ لیکن قوم جاگی ہی کب ہے؟ اگر قوم جاگ رہی ہوتی تو وہ دن دیہاڑے ان لٹیروں سے یوں نہ لٹتی۔ فیض احمد فیض نے اسی آزادیٔ موہوم کے متعلق کہا تھا کہ...... جس کا انتظار تھا، یہ وہ سحر تو نہیں۔ سحر طلوع بھی کیسے ہو کہ لٹیرے بے خطر ہیں، بے فکر ہیں اور لٹنے والے مدہوش و بے خبر ہیں۔

کہنے کو تو ہم ۱۹۴۷ء میں آزاد ہو گئے۔ لیکن فرق کچھ نہیں پڑا، سفید حکمران گئے تو کالے انگریزوں نے خون چوسنے کے لئے اپنے دانت عوام کی شہ رگ میں پیوست کر دیئے۔ صفِ اوّل کی قیادت جس نے رات دن ایک کر کے بڑی مشکلوں اور مصیبتوں سے گزر کے پاکستان حاصل کیا تھا۔ اس کے ایک ایک فرد کو راستے سے ہٹا دیا گیا اور وہ رہنمایانِ قوم جنہوں نے انگریز سامراج سے ملک و قوم کو چھڑانے کے لئے اپنی جوانیوں کو قید خانوں کی نذر کیا تھا۔ انہی پر غداری کا لیبل لگا کر، انہیں سسک سسک کر مرنے کے لیے گمنامی کے غاروں میں دھکیل دیا گیا۔ جب راستے کے کانٹے صاف ہو گئے تو وہی لوگ ہماری گردنوں کے مالک بن گئے۔ جن کے آباؤ اجداد نے ہر چڑھتے سورج کو سلام کر کے جاگیر و زر کو ذخیرہ کیا تھا۔

نتیجہ یہ ہوا کہ اب ہر محکمے کے چپڑاسی سے لے کر افسرِ اعلیٰ تک ہر با اختیار شخص اپنے محکمے کا بے تاج بادشاہ ہے اور ان سب کی ڈور سیاسی کھڑپینچوں اور سرکاری ٹاؤٹوں کی انگلیوں میں تھرکتی ہے۔ غریب آدمی جائز شناختی کارڈ اور ڈومیسائل کے لئے مہینوں محکموں سے دھکے پر دھکے کھاتا ہے۔ پیسہ اور وقت برباد

کرتا ہے۔ لیکن پھر بھی ناکام و نامراد لوٹتا ہے۔ اوّل تو کسی بھی با اثر شخصیت کو ان چیزوں کی ضرورت ہی نہیں ہوتی اور اگر ایسا ضروری ہو تو متعلقہ محکمہ دفتر اٹھا کر ان کے ڈیرے پر لے آتا ہے۔ عام آدمی کی رسائی تو ایک پٹواری تک نہیں ہونے پاتی جبکہ جاگیرداروں، وڈیروں اور سرمایہ داروں کی کوٹھیوں کے گرد تحصیلدار، مجسٹریٹ، اسسٹنٹ کمشنر اور ڈپٹی کمشنر سلام کے لئے کئی مرتبہ روزانہ حاضری دیتے ہیں اور پوچھے بغیر ناجائز الاٹمنٹوں کے کاغذات مکمل کر کے ان کے دربار میں پیش کرتے اور آشیر باد پاتے ہیں۔ غریب عوام صرف بجلی کے بل ادا کرتے کرتے فاقوں تک آ پہنچے ہیں۔ اور مقتدر طبقے میٹر لگوائے بغیر بجلی استعمال کرتے ہیں۔ بل ادا کیے بناء ٹیلی فون کرتے ہیں۔ سرکاری تیل گاڑیوں میں پھونکتے اور بیگم بچوں کے ہمراہ شہر بہ شہر ٹاپتے پھرتے ہیں۔ تحائف کے نام پر رشوت لیتے ہیں۔ شیئرز کے پردے میں کمیشن کھاتے ہیں اور ایک دمڑی خرچ کئے بغیر تمام ناجائز سرکاری آسائشوں اور سہولتوں کو برتنا اپنا پیدائشی حق سمجھتے ہیں۔

پاکستان کا عام شہری سوچتا ہے کہ ایسا کیوں ہوتا ہے۔ اس کے بچے ان تعلیمی اداروں کے قریب بھی نہیں پھٹک سکتے۔ جہاں مستقبل کے نوخیز حکمران انداز حکمرانی اور امور سلطنت کے داؤ پیچ سیکھتے ہیں۔ عام شہری کڑھتا ہے کہ کیا وہ اس ملک پر اپنا سب کچھ قربان کرنے کے بعد بھی اتنا حق نہیں رکھتا کہ وہ یہاں باعزت زندگی ہی گزار سکے۔ چاہے اسے تمام بنیادی حقوق حاصل نہ ہوں لیکن چادر اور چار دیواری کا تحفظ تو ملے۔ اس کی سوچ اور کڑھن بجا ہے کہ جب ملک میں واضح طور پر مقتدر طبقے اور عوام الناس کے لئے الگ الگ قانون اور ضابطے ہوں، امتیازی سلوک ہو، طبقاتی نظام کی عملداری ہو تو یہاں عام آدمی کے لیے جینا کیسے ممکن ہے؟ بڑے بوڑھے جب ان حالات کو دیکھتے ہیں تو کیوں ان کے منہ سے یہ جملہ نکلتا ہے کہ ''اس سے بہتر تو انگریزوں کا دور تھا'' آخر برطانوی شاطروں کا بظاہر کوئی تو ضابطہ ہوتا ہوگا۔ سوال تو یہ ہے کہ جب انگریزوں کا دور ہی بہتر تھا تو آزادی کیوں حاصل کی گئی۔ اس کا جواب ایک ہی ہے کہ ہم نے آزادی اس لیے حاصل کی تھی کہ ہم اپنے علیحدہ و آزاد ملک میں امن و سکون، عدل و انصاف، مساوات و برابری کا راج قائم کریں گے۔ جہاں کوئی امیر ہوگا نہ غریب، بلکہ مسلمان ہونے کے ناطے سب برابر ہوں گے۔ لیکن وطن قائم ہوتے ہی ہم سے آزادی چھین لی گئی اور ہمیں آج تک آزادی کی نعمت کے شعور سے ہی محروم رکھا گیا ہے۔ اگر ایسا نہ کیا جاتا تو آج کوئی سرمایہ دار ہوتا نہ مفلس، کوئی گدا ہوتا نہ سلطان، اور نہ کوئی وڈیرہ اور مزارع ہوتا۔ بلکہ ہر ایک یکساں سلوک اور حقوق کا مستحق و روادار ہوتا۔ لیکن ایسا کیونکر ہوتا کہ جن کی نسلوں نے ہم پر حکومت کرنی تھی ان کا مفاد اسی میں تھا کہ عوام کو بے شعور رکھا جائے اور ان کے حقوق کو نقب لگائی جائے۔ تاکہ پورا ملک ان کے پاؤں کے نیچے رہے۔

قبضہ گروپ سے مقبوضہ پاکستان جب بھی آزادی پائے گا تو پھر کوئی غلام ہوگا نہ آقا۔ بلکہ آزاد پاکستان ایک ایسی خود مختار، مضبوط و مستحکم اور خود دار مملکت ہوگی۔ جہاں رائیونڈ کی حکومت ہوگی نہ لاڑکانہ کی بادشاہت۔ بلکہ اللہ کی حاکمیت اور اسی کے اقتدارِ اعلیٰ کا دور دورہ ہوگا۔ جس کا خواب لاکھوں شہیدانِ وطن نے دیکھا تھا۔